سوال

ر سحری کی اذان 39

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سے پہلے اذان درست ہے یا نہیں ۔ وہ اذان سحری کی یا تہجد کی کہلا سکتی ہے یا نہیں ۔ کیا کوئی شخص غیر رمضان میں سحری کی اذان دے سکتا ہے ۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شۃ رضی اللہ عنہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بلالا یوذن بلیل فکلوا واشربوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حتیٰ ینادی ابن ام مکتوم وکان رجلا اعمی لاینادی حتیٰ یقال لہ اصبحت اصبحت متفق علیہ وفی اخرہ ادراج ۔ »

ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بلال رات کو اذان دیتا ہے پس سحری کھاؤ پیو ۔ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے اور ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھا ۔ یہاں تک کہ کہا جاتا صبح ہوگئی ۔ صبح ہوگئی (وکان رجلا اعمیٰ) اخیر تک راوی کا قول ہے ۔

اس حدیث پر سبل السلام میں لکھا ہے ۔

ر نمبر 77)

، مگر یہ اذان اس خاطر نہیں جو اذان کی اصل غرض ہے کیونکہ اصل غرض اذان کے وقت نماز کا اعلان اور سامعین کو حضورِ نماز کی دعوت ہے اور اس اذان کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ سوئے ہوئے کو جگانے کی خاطر اور قائم کو لوٹانے کی خاطر ہے اس کو ترمذی کے سوا باقی جماعت نے

ذان نہ وقت نماز کی اطلاع کے لئے ہے اور نہ حضور نماز کی خاطر ہے پس اس مسئلہ میں جواز عدم جواز کے جھگڑے میں اور مانع اور مجوز کے استدلال کی بحث میں وہ شخص نہیں پڑ سکتا جس کا مقصد ثابت شدہ شے پر عمل ہے ۔

سے ایک تو سحری کی اذان ثابت ہوئی ۔ دوم یہ معلوم ہوا کہ اس اذان کی غرض وہ نہیں جو عام اذان کی ہے بلکہ یہ اس خاطر ہے کہ رات کو نماز پڑھنے والا ذرا آرام لے کر نماز فجر کے لئے تیار ہوجائے ۔

ی کرسکے کیونکہ اکثر انسان رات کی نیند سے اٹھتا ہے تو اس کو کئی طرح حاجتیں ہوتی ہیں، پہلے نیند کی سستی میں اٹھتے اٹھتے اتنی دیر لگ جاتی ہے ۔ پھر اکثر پاخانہ پیشاب کی حاجت ہوتی ہے ۔ اور کبھی غسل وغیرہ کی بھی حاجت ہوتی ہے اور صبح کے وضو کے لئے بھی کچھ وقت زیادہ چاہیئے کیونکہ منہ ناک وغیرہ میں لمبی

ی بنا پر حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں :

ں جز 3 346)

قطان نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اذان رمضان سے مخصوص ہے ۔ مگر ابن القطان کے اس دعویٰ میں کلام ہے ۔

نیل الاوطار میں ہے :

«وقد اختلف فی اذان بلال بلیل ہل کان فی رمضان فقط ام فی جمیع الاوقات فادعی ابن القطان الاول قال الحافظ وفیہ نظر» (نیل الاوطار جلد اول صفحہ نمبر 349)

رات میں ہوتی تھی اس میں اختلاف ہے کہ خاص رمضان میں تھی یا تمام اوقات میں ابن القطان نے اول کا دعویٰ کیا ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس دعویٰ میں کلام ہے ۔

ذانوں میں کچھ زیادہ فاصلہ نہ تھا ۔ اگر پہلی اذان بہت پہلے ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں پر اس اشتباہ کا خطرہ نہ ہوتا کہ فجر کی اذان ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اشتباہ کے اٹھانے کی خاطر یہ کہنا پڑا کہ بلال کی اذان تمہیں کھانے پینے سے نہ روکے کیونکہ فاصلہ زیادہ ہونے سے خود ہی سمجھ

لباری میں بحوالہ نسائی وطحاوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ۔

ی جز 3 347)

کے درمیان صرف اتنا فاصلہ تھا کہ اذان کی جگہ سے ایک اترتا اور دوسرا اذان دینے کے لئے چڑھ جاتا ۔ اور بخاری کتاب الصیام میں یہ بھی روایت ہے کہ وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد قاسم کی طرف اس کی نسبت ہے لیکن نسائی اور طحاوی کی روایت سے معلوم ہوگیا کہ قاسم نے اپنی طرف سے نہ

ی جز 3 347)

اسم کا معنی بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرکے کہا ہے نہ کہ اپنی طرف سے ۔

ا تو جو لوگ اس کو تہجد کی اذان سمجھتے ہیں یا تہائی رات باقی رہنے کے وقت یا اس سے بھی پہلے دیتے ہیں وہ ڈبل غلطی کرتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تہجد پڑھنے والے کو فارغ کرنے کے لئے ہے تاکہ وہ ذرا آرام لے کر نماز فجر کے لئے تیار ہوجائے ۔ چنانچہ حدیث کا لفظ لیرجع قائمکم اسی طرف اشارہ ہے اور اسی فاصلہ

ی جز 3 346)

قبل الفجر کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے زیاد بن الحارث نے اذان دی اور اس نے اجازت مانگی ۔ آپ نے اس کو روک دیا یہاں تک کہ پوہ پھٹ گئی پس اس کو اقامت کا امر فرمایا اس نے اقامت کہی ۔

ں حدیث سے صاف معلوم ہوکہ اذان پوہ پھٹنے سے پہلے دی اوراسی پرکفایت کی دوبارہ اذان نہیں دلائی لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے ۔

(3463ﻔﺠﺮ ﻧﻤﺒﺮ

ں حدیث کی اسناد میں ضعف ہے نیز خاص واقعہ ہے جو سفر میں ہوا ہے ۔

ع نہیں کیونکہ خاص واقعہ میں کئی احتمال ہوتے ہیں جو مانع استدلال ہیں ۔ مالکیہ شافعیہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگرچہ یہ واقعہ خاص ہے مگراس میں کوئی ایسا احتمال نہیں جو مانع استدلال ہو ۔ رہا ضعف اسناد تو یہ مسلمؒ ہے مگر عمل اہل مدینہ اس کے موافق ہے اور عمل سلف اہل مدینہ امام مالکؒ وغیر

دوسرا اعتراض یہ کہ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان ایک مرتبہ غلطی سے پہلے دیدی تو آپ نے بلال کو حکم دیا کہ اعلان کردے «اَلاان العبدنام» خبردار بندہ سو گیا یعنی نیند میں صبح کا پتہ نہیں لگا یا بندہ سونے لگا ہے اس اذان کو معتبر نہ سمجھا جائے ۔ اگر قبل الفجر اذان معتبر ہوتی

.باوجود اس کے احتیاط اختلاف سے نکل جانے میں وہ یہ کہ پہلی اذان اگر دی جائے تو اس پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ جمعہ کی دوسری اذان ضروری دی جاتی ہے خواہ پہلی دی جائے یا نہ ۔ اس طرح یہاں بھی دوسری اذان ہونی چاہیے ۔ رہی پہلی اذان تو وہ اگر ہوجائے بہتر ہے اگر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ سلف نے

وباللہ التوفیق

[فتاویٰ اہلحدیث]

[کتاب الصلوۃ، نماز کا بیان، ج2ص91]

[محدث فتویٰ]